پولینڈ میں چرچ، مذہبی اقلیتیں
اور مسلمان

مائیکل رائن کوسکی (Michal Rynkowski)

تلخیص

اس مضمون میں، پولینڈ کے آئین میں مذہبی اقلیتوں کی تعریف کی روشنی میں ریاست اور چرچ — کے مشکل موضوع پر بات کی گئی ہے۔ اس مضمون میں مسلمانوں کی قانونی صورتِ حال سے بھی بحث کی گئی ہے۔ مسلمان زیادہ تر تاتاریوں پر مشتمل ہیں جو صدیوں قبل (چودھویں اور سترھویں صدی میں) پولینڈ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ ۱۹۳۶ء سے مجلس قانون ساز نے ان کے لیے علیحدہ قوانین پاس کر رکھے تھے۔ مسلمان آبادکار جنھوں نے اپنی تنظیمیں بنا رکھی ہیں، ان کے لیے ۱۹۸۹ء سے عام قوانین ہی ہیں۔

دستوری قانون

بنیادی اصول:

پولینڈ میں ریاست، چرچ اور دوسری مذہبی اقلیتوں کے مابین تعلقات کو جمہوریہ کے آئین اور دیگر معاہدات میں بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان معاہدات، قوانین اور فیصلوں پر ایک

طائرانہ نظر ڈالنے سے زیرِ بحث موضوع کو سمجھنے میں آسانی رہے گی۔

مذہبی معاملات سے متعلق قوانین کے ماخذ کے ضمن میں آئین کی دفعہ ۲۵ بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ چرچ اور مذہبی اقلیتوں کی بات کرتا ہے۔ اسے اجتماعی مذہبی آزادی کی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ دفعہ ۵۳ انفرادی مذہبی آزادی کی بات کرتا ہے۔

دفعہ ۲۵ درج ذیل مباحث پر مشتمل ہے:ا

۱۔ کلیسا اور دوسری مذہبی تنظیموں کو یکساں حقوق حاصل ہوں گے۔

۲۔ عوامی نمائندے اور جمہوریہ پولینڈ ذاتی عقائد کے معاملات میں خواہ وہ مذہبی ہوں یا فلسفیانہ یا زندگی کے نقطۂ نظر سے متعلق، غیر جانبدار رہیں گے اور عوامی سطح پر اظہارِ رائے کو یقینی بنائیں گے۔

۳۔ ریاست اور کلیسا نیز دوسری مذہبی تنظیموں کے مابین تعلق ایک دوسرے کی خودمختاری کے احترام اور اپنے اپنے دائرے میں باہمی خودمختاری کی بنیاد پر ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ انفرادی اور اجتماعی بھلائی بھی اس کے پیشِ نظر ہوگی۔

۴۔ جمہوریہ پولینڈ اور رومن کیتھولک چرچ کے مابین تعلقات کی بنیاد اس بین الاقوامی معاہدے کے تحت ہوگا جسے مجلس قانون ساز منظور کرے گی۔

۵۔ جمہوریہ پولینڈ اور دیگر کلیساؤں اور مذہبی تنظیموں کے مابین تعلقات کا تعین مجلس قانون ساز کرے گی۔ اور یہ ان قوانین پر مشتمل ہوں گی جو متعلقہ تنظیموں کے نمائندوں اور کونسل آف منسٹرز کے ساتھ مل کر بنائے گئے ہوں گے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۹۷ء کے موجودہ دستور میں، پولینڈ کے سابقہ دساتیر کے برعکس، دیباچے میں 'خدا' کا براہِ راست حوالہ موجود نہیں۔ جدید پولینڈ کے دستور میں جو کہ ۳ مئی ۱۷۹۱ء کا ہے، صاف الفاظ میں کہا گیا ہے کہ ''قومی مذہب مقدس کیتھولک پر ایمان ہے اور رہے گا۔ اس تسلیم شدہ

مذہب میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاسکتی اور ایسا کرنے والے کو ارتداد کی سزا دی جائے گی۔ لیکن ہمارا مقدس ایمان ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے تمام بھائیوں سے محبت کریں اس لیئے ہم تمام لوگوں کو خواہ وہ کسی بھی عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، قبول کرتے ہیں، حکومت انہیں تحفظ دے گی اور مجلس قانون ساز کے پاس کردہ قوانین کے مطابق پولینڈ کی سرزمین پر، اپنے عقیدے پر پُرامن طریقے سے عمل کرنے کی آزادی ہوگی''۔۲

پہلی جنگِ عظیم کے فوری بعد اپنائے گئے ''مارچ کے دستور'' کے دیباچے کے آغاز میں لکھا گیا ہے ''خدائے برتر کے نام سے''۔ اس دعائیہ آغاز کو عیسائیت کے تمام فرقوں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور یہودیوں نے بھی تسلیم کیا۔ ۱۹۹۷ء کا دستور بنانے کے دوران دیباچے کے اس حصے پر دستوری کمیٹی کی کئی میٹنگوں میں بحث ہوئی۔۳ آخرکار، پہلے غیر کمیونسٹ وزیر اعظم ٹیڈ وسیز مازوویکی (Tadeusz Mazowiecki)، نے ایک طویل بیان جاری کیا جس سے تمام فریق مطمئن ہو گئے۔ اس کا آغاز کچھ اس طرح سے تھا:

> ''ہم، پولینڈ کے باشندے، اس جمہوریہ کے تمام شہری، وہ تمام لوگ جو خدا پر بطور سچائی، انصاف، بھلائی اور جمال کے منبع ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور وہ بھی جو ایسا عقیدہ نہیں رکھتے اور ان عالمگیر اقدار کا منبع کسی اور ذریعے کو سمجھتے ہیں......''

آزادئ رائے اور آزادئ مذہب کے قانون کی دفعہ ۱۰ میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ ''پولینڈ مذہب اور عقیدے کے لحاظ سے ایک غیر جانبدار ریاست (Lay State) ہے''۔

پولینڈ کا موجودہ دستور، جو ۲ اپریل ۱۹۹۷ء سے نافذ العمل ہے، واضح الفاظ میں صرف ایک ہی چرچ کا ذکر کرتا ہے اور وہ ہے کیتھولک چرچ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ویٹی کن کے احکامات کی رُو سے صرف یہی چرچ بین الاقوامی قانون کے تحت سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اس امر کو دوسرے کلیساؤں کے خلاف امتیاز نہیں سمجھا جاسکتا۔

تعلیم سے متعلق آئینی قوانین

پولینڈ میں مذہبی تعلیم کا ایک اہم کردار ہے، اگرچہ یہ ایک اختیاری مضمون ہے، لیکن بچوں کی ایک کثیر تعداد یہ مضمون پڑھتی ہے۔ جیسے جیسے طالب علموں کی عمر بڑھتی جاتی ہے، اس مضمون کو پڑھنے والوں کی تعداد میں کمی آتی جاتی ہے خاص طور پر ۱۶ سال کی عمر کے بعد جبکہ وہ میثاقِ مسیحی (Sacrament of Confirmation) حاصل کر لیتے ہیں۔

دستور میں مذہبی تعلیم سے متعلق ایک شق بھی شامل ہے: دفعہ ۵۳ کے پیرا گراف ۳ میں لکھا ہے: ''والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق اپنے بچوں کو اخلاقی اور مذہبی تعلیم سے آراستہ کریں''۔ آرٹیکل ۴۸ کے پیرا گراف ا میں لکھا ہے: ''والدین کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق اپنے بچوں کی بھی تربیت کر سکیں۔ ایسی تربیت، بچوں کی بلوغت، اس کے ضمیر، عقیدے اور نظریے کی آزادی کا احترام بھی کرے گی''۔[۴] یہ دونوں شقیں اپنے معنی کے اعتبار سے یکساں ہی معلوم ہوتی ہیں بلکہ کسی حد تک اس میں تکرار نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولینڈ کا دستور ۲۴۳ دفعات اور ہر دفعہ کے اندر بے شمار پیرا گراف ہونے کی وجہ سے یورپ کے طویل ترین دساتیر میں شمار ہوتا ہے۔

پولینڈ اور رومن کیتھولک چرچ کے مابین معاہدہ واضح الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ کلیسائی قوانین اور پولینڈ کے قوانین کی رُو سے، رومن کیتھولک چرچ اسکول قائم کر سکتا ہے جو کہ پولینڈ کے قوانین کے تابع ہوں گے، خاص طور پر اسناد جاری کرنے کے حوالے سے (آرٹیکل ۱۴)۔ ان اسکولوں میں پولینڈ کے اسکولوں کے نصاب کا کم از کم اتنا حصہ ضرور پڑھایا جاتا ہے جو کہ وزارت کا طے کردہ ہے۔ یہی قوانین دوسرے چرچ یا مذہبی گروہوں پر بھی عائد ہوتے ہیں جن کے ریاست کے ساتھ تعلق کے لیے علیحدہ قوانین موجود ہیں۔ ان اسکولوں کی نگرانی، ان کی اپنی مذہبی انتظامیہ کے ذمہ ہے۔[۵]

ریاست کا مذہبی انتظام وانصرام

۱۹۴۴ء سے ۱۹۸۹ء کے دوران میں پولینڈ اس وقت چند افسوسناک تجربات سے گزرا جب ۱۹۸۹ء کی سیاسی تبدیلی کے بعد کمیونسٹ پارٹی کی حکومت نے چرچ کو بالواسطہ اور بلاواسطہ نشانہ بنایا۔ اس موقع پر اتفاقِ رائے کیا گیا کہ سرکاری انتظامیہ مذہبی اداروں کے معاملات میں کم سے کم مداخلت کرے گی۔

آزادیٔ اظہار ومذہب کے قانون کے مطابق، وزیر برائے انتظامی امور وشماریات، چرچ اور دوسرے مذہبی گروہوں سے متعلق معاملات کا ذمہ دار ہے۔ ان معاملات سے نمٹنے کے لیے کوئی خاص، دفتر، ادارہ یا ایجنسی قائم نہیں کی گئی۔ پولینڈ کو ۱۶ اصوبوں (Voivodships) میں تقسیم کیا گیا ہے جن کا انتظام Voivod (حاکم) کے سپرد ہوتا ہے۔ یہ حاکم مقامی حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے جس کا تقرر وزیراعظم کرتا ہے اور جو مذہبی اداروں کے درمیان رابطہ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔ مذہبی معاملات میں حاکم کا عمل دخل بہت سرسری سا ہوتا ہے اور عام طور پر اس کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ حاکم کو اس بات کی خبر دینا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہبی انتظامیہ کی علاقائی تقسیم میں کوئی تبدیلی تو نہیں آرہی جیسے کسی نئے چرچ کا بننا یا اسی طرح دوسرے مذہبی گروہوں کی کوئی اکائی۔ اگر ایسی کوئی تبدیلی ایک سے زیادہ صوبے پر اثرانداز ہورہی ہو تو متعلقہ وزیر کو اس کی خبر دی جاتی ہے (۱۹۸۹ء کا قانون)۔ حاکم کا دوسرا اہم کام مذہبی اثاثہ جات کی واپسی سے متعلق بات چیت میں حکومت کی نمائندگی کرنا ہوتا ہے جو ۱۹۴۵ء میں ہتھیا لیے گئے تھے۔

چرچ اور دوسرے مذہبی گروہوں کی مالی امداد

آمدن کے ذرائع

عام طور پر ریاست، چرچ یا دوسرے مذہبی گروہوں کو ان کی سرگرمیوں کے لیے چندہ فراہم نہیں

کرتی جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ۱۹۸۹ء کے قانون کے مطابق پولینڈ ایک غیر جانبدار ریاست ہے، چنانچہ نہ تو ریاست اور نہ ہی اس کی کوئی اکائی چرچ یا کسی دوسرے مذہبی گروہ یا ادارے کی مالی معاونت کرتی ہے۔اس میں استثنائی صورت صرف مجلس قانون ساز سے پاس کردہ قانون یا قانون کی بنیاد پر جاری کردہ قانونی کام میں ہوسکتی ہے۔[آرٹیکل۱۰(۲)]۔٦

ٹیکس کا ایک فیصد چندے میں دینے کے علاوہ چرچ اور دیگر مذہبی تنظیمات کے لیے آمدنی کے ذرائع بہت ہی روایتی ہیں۔ یہ ہر اتوار کو عبادت کے موقع پر چندہ جمع کرنے ،شادی اور بپتسمہ کے موقع پر ادا کی جانے والی فیس وغیرہ ہیں۔ جہاں تک رومن کیتھولک چرچ کا تعلق ہے،اس کی آمدنی کا ایک اضافی ذریعہ Koleda ہے جو ایک قدیم رسم ہے۔ Koleda کی رسم جنوری میں ہوتی ہے جس میں علاقہ کا پادری اپنے علاقے کے تمام باشندوں کے گھروں کا دورہ کرتا ہے۔اس موقع پر پادری اور علاقے کے افراد ایک دوسرے کے احوال سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ علاقے کے افراد عام طور پر اس دورے میں چندہ کی رقم لفافے میں بند کر کے پادری کے حوالے کرتے ہیں۔

اہلِ کلیسا اور ٹیکس

تمام چرچ اور دوسرے مذہبی گروہوں کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ وہ سہ ماہی بنیادوں پر ٹیکس کی ادائیگی کیا کریں۔اس کی بنیاد ۱۹۹۸ء میں ٹیکس ادائیگی کے لیے آسان کیے گئے قوانین پر ہے۔٧

جہاں تک چرچ اور ریاست کے مابین مالی معاملات کا تعلق ہے، پولینڈ کا معاملہ عجیب وغریب ہے جہاں چرچ کو سرکاری سطح پر امداد مہیا نہیں کی جاتی لیکن چرچ کے پادریوں اور دوسرے مذہبی گروہوں کو یہ رعایت حاصل ہے کہ وہ ٹیکس کا ایک چوتھائی ادا کریں۔

سیاست میں چرچ اور دوسرے مذہبی گروہوں کا کردار

۱۷۹۵ء میں بادشاہت تقسیم ہونے اور پہلی جمہوریہ کے وقت تک پولینڈ کی سیاسی زندگی میں

چرچ کا ایک اہم کردار تھا۔ سینیٹ کے ایوانِ بالا میں، بشپ کی نشست بر بنائے عہدہ تھی اور Gniezno کا بشپ جو کہ پولینڈ کا آرچ بشپ ہوتا تھا، اُسے ایک بادشاہ کی وفات اور اگلے بادشاہ کے انتخاب کے درمیانی عرصے میں نگران بنایا جاتا تھا۔ پولینڈ کی تاریخ میں چرچ کے کسی عہدیدار نے آخری مرتبہ سرکاری منصب ۱۹۱۶ء میں سنبھالا۔ اس وقت سے چرچ کے عہدیداروں کو کوئی خاص یا اہم سیاسی حیثیت حاصل نہیں ہے اور چرچ کا درجہ غیر سیاسی ہی ہے۔

۱۹۸۹ء میں بہت سارے پادریوں نے اپنے علاقے کے لوگوں کے سیاسی خیالات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی لیکن ۱۹۹۳ء کے پارلیمانی انتخابات خاص طور ۱۹۹۷ء میں آئینی رائے شماری کے بعد، جب چرچ کی خواہشات کے برعکس دستور کو اپنایا گیا تو چرچ نے رسمی طور پر ہدایات دینا بند کردیں۔ تاہم جب پولینڈ کے یورپی یونین میں شامل ہونے کا معاملہ درپیش ہوا تو پوپ جان پال دوم نے اس معاملے پر لب کشائی کی۔ انہوں نے یورپ کے متحد ہونے کی اہمیت پر زور دیا اور اس کی تاریخی اہمیت و پس منظر پر روشنی ڈالی۔ ۸ اگرچہ دائیں بازو کے کچھ سیاستدانوں نے پوپ کے الفاظ کو اُلٹ معنی پہنانے کی کوشش کی لیکن وہ لوگ محض اقلیت میں ہی رہے۔ یونین میں شامل ہونے کی بحث کے دوران میں پولینڈ کے پادریوں کی کانفرنس نے عمومی طور پر شمولیت کی حمایت میں بیان جاری کیا تھا لیکن واضح الفاظ میں پولینڈ کے شامل ہونے کی حمایت نہیں کی گئی تھی۔ لوتھرین چرچ نے یونین میں شامل ہونے کی حمایت میں اپنا بیان جاری کیا۔

اس وقت چرچ اور دائیں بازو کے سیاستدان دونوں ہی ایک بحث پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں وہ ہیں انسانی جسم سے باہر مصنوعی ماحول (in-vitro fertilization) میں تولیدی عمل۔ اور یہ کہ آیا ریاست کو اس تجربے کے لیے پیسہ فراہم کرنا چاہیے یا نہیں نیز کیا ایک ہی جنس کی شادیوں کو قانونی قرار دیا جاسکتا ہے ؟ (قابلِ غور بات یہ ہے کہ پولینڈ کا دستور واضح الفاظ میں آرٹیکل ۱۸ میں کہتا ہے کہ شادی ایک مرد اور عورت کے درمیان بندھن کا نام ہے۔)

اگر کوئی پادری کوئی سیاسی حیثیت حاصل کرنا چاہے تو قانونی طور پر اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن عام طور پر وہ خود ہی ان سرگرمیوں سے الگ رہتے ہیں۔

تعلیم

عمومی طرزِ فکر ۹

پولینڈ میں سرکاری اسکولوں کی اکثریت ہے۔ نجی اسکول شہروں اور قصبوں میں تو عام ہیں لیکن دیہاتوں میں نہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے فوری بعد سرکاری اسکولوں میں مذہبی تعلیم پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کمیونسٹ دور میں لڑکیوں کے لیے مذہبی ثانوی تعلیم کے اسکولوں کی اجازت تھی جبکہ دیگر تمام مذہبی اسکول خاص طور پر لڑکوں کے ثانوی اسکولوں پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ اس وقت چرچ اور دوسری مذہبی تنظیموں نے اپنے طور پر مذہبی تعلیم کو منظّم کرنے کی کوشش کی۔ یہ عام طور پر شام کی کلاسز ہوتی تھیں جو چرچ کے اپنے احاطے میں ہوتی تھیں۔ عموماً چرچ یا اس کے پیروکاروں کو اس عمل میں کسی خاص رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا سوائے اس کے کہ سرکاری اہلکار نئے تعلیمی ادارہ کی تعمیر یا پہلے سے موجود گھروں کو توسیع دینے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

اقلیتیں

پولینڈ کے دستور اور آئین میں اقلیتیں

یکم اپریل ۲۰۰۱ء سے پولینڈ قومی اقلیتوں کے فریم ورک معاہدے کا حصہ ہے۔ ۶ جنوری ۲۰۰۵ء سے ایک نیا قانون ''قومی و علاقائی اقلیتیں اور علاقائی زبانیں'' متعارف کرایا گیا ہے جو مکمل طور پر اقلیتوں سے متعلق ہے۔ ۱۰ یہ ''قومی اقلیت'' کی اصطلاح کی تعریف متعین کرتا ہے اور وہ شرائط

بھی بیان کرتا ہے جو یہ درجہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ ''قومی اقلیت'' کا درجہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ افراد زبان، تہذیب اور روایات کے اعتبار سے ۱۰۰ سال سے زائد عرصے سے پولینڈ کے علاقے میں موجود ہوں اور اپنے آپ کو کسی دوسری ریاست میں ایک منظّم قوم کے طور پر پیش کریں۔ مندرجہ ذیل اقوام کو قومی اقلیتوں کا درجہ حاصل ہے:

بیلا روسی، چیک، جرمن، لتھوانی، آرمینین، روسی، سلوواکی، یوکرائنی اور یہودی۔

یہ قانون ''نسلی یا ثقافتی اقلیت'' (Ethnic Minority) کی بھی تعریف متعین کرتا ہے جسے قومی اقلیت ہی کی طرح پولینڈ کی سرزمین پر ۱۰۰ سال یا اس سے زائد عرصے سے موجود ہونا چاہیے لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی دوسری ریاست سے بھی اپنا تعلق ضرور جوڑتی ہو۔ اس گروپ میں مندرجہ ذیل اقوام شامل ہیں:

کارائم، روتھنی (جنوبی یوکرائن سے تعلق رکھنے والے لوگ) رومن اور تاتاری۔

قانون کے مطابق کسی بھی شخص کو خواہ مرد ہو یا عورت مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ عوامی مقام پر اپنی شناخت، زبان یا مذہب ظاہر کرے۔ اس قسم کی پابندی کو صرف بذریعہ قانون نافذ کیا جاسکتا ہے۔

چرچ اور مذہبی گروہوں کا وزیر جو کہ فی الوقت وزیر انتظامیہ و شماریات ہے، اقلیتوں کو مختلف سرگرمیوں کے لیے رقوم فراہم کرسکتا ہے اس میں خاص طور پر کتابوں یا رسالوں کی چھپائی، ٹی وی یا ریڈیو پروگرام بنانا، مختلف مقامات کی حفاظت، تعلیم اور بالخصوص اقلیتوں میں تعلیم کو عام کرنا، لائبریری، اقلیتوں کی تہذیبی و ثقافتی زندگیوں کے بارے میں دستاویز بندی اور ایسے مقاصد میں پیسہ لگانا جو اقلیتوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہو، شامل ہیں۔ [11]

پولینڈ میں سرکاری سطح پر تسلیم شدہ اقلیتی مذاہب

پولینڈ میں مذہبی اقلیت کی باقاعدہ قانونی تعریف موجود نہیں ہے لیکن اس امر کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ وہاں کی غالب اور واضح اکثریت کیتھولک عیسائی ہے، باقی تمام فرقے یا مذاہب خود بخود

اقلیتوں کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ قانونی طور پر مذہبی گروہوں کے تین درجے ہیں:

ا۔ وہ جو ریاست کے ساتھ اپنے تعلق کی بنیاد پر علیحدہ قانون سازی کی وجہ سے کام کر رہے ہیں اور جن قوانین کو پارلیمنٹ نے منظور کر رکھا ہے (ایسے چودہ چرچ اور مذہبی گروہ ہیں)۔

۲۔ وہ جو آزادی ضمیر و مذہب کے قانون مجریہ ۱۹۸۹ء کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔

۳۔ غیر رجسٹرڈ مذہبی گروہ، جن کی اہمیت اور سرگرمیاں بہت محدود ہیں۔

پولینڈ میں اسلام

The Muslim Religious Association (MRA) چرچ اور مذہبی گروہ کے پہلے گروپ سے تعلق رکھتی ہے جن کے لیے ریاست کے ساتھ تعلق کے لیے علیحدہ سے قوانین موجود ہیں۔ اس کی یہ قانونی حیثیت ۱۹۳۶ء سے ہے۔ اس کی یہ حیثیت قائم رہنے کی ایک وجہ جمہوریہ کے صدر کے قواعد ہیں جو ۱۹۳۵ء کے دستور کے مطابق جاری ہیں اس وقت صدر کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ قانونی حیثیت رکھنے والے احکامات جاری کر سکتا تھا۔

جب جمہوریہ دوم (۱۹۱۸-۱۹۳۹) کے دور سے صدر نے قواعد جاری کیے تو ان میں کچھ قوانین موجود نہیں تھے جو کہ دوسرے دستور میں پائے جاتے تھے، جیسا کہ مذہبی اثاثے جو جنگ عظیم دوم کے دوران میں ہتھیا لیے گئے تھے، کی واپسی یا ٹیکس میں چھوٹ وغیرہ۔ اہم بات یہ ہے کہ ۱۹۳۶ء کے قواعد ابھی تک ویسے ہی ہیں، نتیجتاً پولینڈ کے مفتی کی مستقل نشست اب بھی ولنیئس (Vilnius) لیتھونیا (Lithuania) میں موجود ہے۔ اپنے قواعد کے مطابق جمعہ کے روز تمام مسلمان اماموں کے لیے لازم ہے کہ وہ جمہوریہ اور اس کے صدر کی سلامتی کے لیے دعائیں مانگیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ درج بالا رواج پرانا ہو چلا ہے یا اس کی افادیت ختم ہو گئی ہے، MRA یا مسلمانوں کی مذہبی انجمن نے نئے داخلی قواعد ۲۰۰۴ء میں جاری کیے۔

MRA کی جانب سے طے کردہ نئے قواعد پر ۲۰ مارچ ۲۰۰۴ء میں عمل درآمد شروع ہوا جو MRA کی Extraordinary All-Polish Congress نے شروع کرایا۔ اس کی توثیق کے لیے اسے وزیر برائے انتظامی امور و شماریات کے پاس بھیجا گیا۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء کے قواعد اور یہ نئے قواعد مل کر MRA کے لیے لائحہ عمل بناتے ہیں۔ درحقیقت ۱۹۳۶ء کے قوانین کی رو سے MRA کے داخلی قوانین کو بنانے کی ذمہ داری جمہوریہ کی کونسل کے وزیروں کی تھی جو اسے قانون کا درجہ دیتے لیکن یہ حقیقت ذہن میں رکھتے ہوئے کہ فی الوقت نہ تو وزراء کی کونسل اور نہ ریاستی انتظامیہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مذہبی گروہوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے (خاص طور پر پولینڈ میں ان کی رجسٹریشن کے حوالے سے)۔ چنانچہ MRA نے اسے کافی سمجھا کہ MRA کے داخلی قواعد میں اصلاح و تبدیلی کے بارے میں انہیں صرف مطلع کر دیا جائے۔ پیراگراف ۱۷ کے مطابق MRA کا اپنا اندرونی ڈھانچہ اور خودمختار قیادت ہوگی جو ریاست سے اور غیر ملکی انتظامیہ سے آزاد ہوگی۔ MRA کی انتظامیہ پولینڈ کی حکومت یا اداروں سے بات چیت کے لیے پولش زبان استعمال کرے گی۔ مفتی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ پولش زبان بولے اور لکھے لیکن اس کی مہر میں عربی اور پولش دونوں زبانیں موجود ہیں۔ عام اصول یہی ہے کہ مفتی کی قومیت پولش ہونی چاہیے لیکن غیر معمولی حالات میں اس اصول سے انحراف کیا جا سکتا ہے۔

MRA کی بنیاد ۱۹۲۶ء میں رکھی گئی گو کہ پولینڈ کی ریاست کے ساتھ اس کے تعلقات کے قوانین کو ۱۹۳۶ء میں اپنایا گیا۔ ۲۰۰۶ء میں، ۳ سے ۵ جون کے درمیان MRA نے اپنی ۸۰ ویں سالگرہ منائی۔ اس تقریب کو ایوانِ زیریں کے اسپیکر مسٹر ماریک جروک (Mr. Marek Jurek) نے رونق بخشی۔ ان تقریبات کے دوران میں صدر جمہوریہ نے چار افراد کو ایوارڈ سے نوازا جن میں مفتی اور دو امام بھی شامل تھے۔ ریاست کی جانب سے انہیں یہ ایوارڈ پولینڈ میں تہذیب اور اتحاد کے لیے گراں قدر خدمات انجام دینے پر دیا گیا۔ MRA کی یہ سرکاری تقریبات پہلے وارسا (Warsaw) اور پھر بیلے سٹوک (Bialystok) میں جاری رہیں جہاں ان کا انتظام حاکم کے

دفتر میں کیا گیا تھا۔شرکاء نے لیکچر سنے، مباحثوں میں شرکت کی، مقامی قبرستانوں کا دورہ کیا اور اکٹھے دعا مانگی۔اس اجلاس میں مسلم ریاستوں سے بے شمار وفود نے شرکت کی۔

یہ امر ملحوظِ خاطر رہے کہ MRA اگرچہ واحد تنظیم ہے جس کا ۱۹۳۶ء کے ریاستی قواعد میں تذکرہ کیا گیا ہے لیکن یہ پولینڈ کی واحد مسلم تنظیم نہیں ہے۔ MRA، تاتاریوں کی نمائندگی کرتی ہے جو صدیوں سے پولینڈ میں رہ رہے ہیں کچھ دیگر تنظیمیں بھی مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ان میں زیادہ تر کا تعلق شیعہ مسلک سے ہے۔دیگر تنظیموں میں مندرجہ ذیل کا اندراج بطور مذہبی تنظیم کے ہے۔چند ایک کے نام یہ ہیں:

مسلم اتحاد کی تنظیم (The Association of Muslim Unity) جو ۱۹۳۷ء میں قائم ہوئی اور ۱۹۹۰ء میں رجسٹرڈ ہوئی۔احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن (Ahmadiya Muslim Association) جو ۱۹۹۰ء میں رجسٹرڈ ہوئی۔ان میں تازہ ترین مسلم لیگ (The Muslim League) ہے جو ۲۰۰۴ء میں رجسٹرڈ ہوئی۔کچھ دوسری تنظیمیں محض تنظیم کے رجسٹرڈ ہیں۔مثلاً دی ایسوسی ایشن آف پولش مسلمز (The Association of Polish Muslims) جو ۱۹۹۹ء میں رجسٹرڈ ہوئی۔دلچسپی کی بات یہ ہے مسلم برادرز ایسوسی ایشن (The Association of Muslim Brothers) جو ۱۹۹۰ء میں رجسٹرڈ ہوئی تھی، وزیر کے دفتری رجسٹر میں اب موجود نہیں ہے۔

سرکاری ذرائع کے مطابق (بحوالہ GUS۔اعداد و شمار کا مرکزی دفتر) پولینڈ میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰۰ ہے تاہم مسلمانوں کے ذرائع کا کہنا ہے کہ اگر پولینڈ کے رہائشی باشندوں اور وہاں رہنے والے غیر ملکیوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد ۳۰،۰۰۰ تک جا پہنچتی ہے۔

پولینڈ میں مسلمان— تاریخ، موجودہ صورتِ حال اور درپیش چیلنجز

یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پولینڈ کی سرزمین کے بارے میں پہلی رپورٹ ابراہیم ابن

یعقوب نے دسویں صدی عیسوی میں لکھی۔ یہ ایک سیاح اور تاجر تھا جو اسپین کے خلیفہ کو یورپ کے بارے میں آگاہ کیا کرتا تھا۔ اس نے پولینڈ کے پہلے عیسائی حکمران میسز کو اوّل (Mieszko-I) کے عہد کی تصویر کشی کی۔ یہ بات پولینڈ میں بہت اچھی طرح معلوم ہے اور اس کے واضح ثبوت موجود ہیں کہ پولینڈ کے لوگوں اور مسلمانوں کے مابین صدیوں پرانا رابطہ ہے۔ آج کل پولینڈ میں مسلمانوں کی آبادی عام طور پر دو حصوں میں منقسم ہے۔ تاتاریوں کی اولاد جن کے آباؤ اجداد صدیوں پہلے تقریباً ۱۴ ویں صدی میں آکر پولینڈ کی سرزمین پر آباد ہو گئے تھے۔ دوسرے وہ جو کچھ عرصہ قبل (زیادہ تر ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۰ء کے بعد تک) آن بسے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ جرمن اتحاد کے خلاف جنگ میں تاتاری پولینڈ کے بادشاہ Wadyslaw Jagiello کے اتحادی تھے۔ ۱۴۱۰ء میں ہونے والی اس جنگ میں تاتاریوں نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ سترھویں صدی کے دوران میں پولینڈ کی ریاست اپنے تمام ہمسایوں کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف تھی۔ ریاست کے پاس اتنے وسائل نہ تھے کہ وہ اجرتی سپاہیوں کو ادائیگی کر سکے۔ اس موقع پر کنگ جان سبوسکیIII (King Jan Sobieski III)، جس نے ۱۶۸۳ء میں ویانا کی جنگ میں آسٹریا کی حفاظت کی تھی، نے فیصلہ کیا کہ تاتاریوں کی خدمات کے صلے میں پولینڈ کے مسلمانوں کو زمینیں دی جائیں۔ ان زمینوں کا کچھ حصہ جیسے Kruszyniany اور Bohoniki کے علاقے تو پولینڈ کی موجودہ سرحدوں کے اندر ہی ہیں جبکہ ان میں سے کچھ اب ہمسایہ ممالک میں ہیں۔

مسلمانوں کا دوسرا گروپ دوسری جنگ عظیم کے بعد پولینڈ میں پہنچا، جس میں زیادہ تر تعداد ۱۹۸۰ء کے بعد آئی۔ مؤخر الذکر میں زیادہ تر طالب علم تھے جنھوں نے اپنی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسی ملک میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی کئی وجوہات تھیں، یا تو انہوں نے پولینڈ کی خواتین سے شادیاں کر لی تھیں یا وہ اپنا کاروبار قائم کر رہے تھے یا کر چکے تھے۔

امریکہ کی سرزمین پر وقوع پذیر ہونے والے نائن الیون کے واقعے کے بعد پولینڈ میں

مسلمانوں کے خلاف اکادکا واقعات ہی دیکھنے میں آئے مثلاً ستمبر ۲۰۰۱ء میں نوجوانوں کے ایک گروہ نے Gdansk کی مسجد پر پتھر پھینکے اور کھڑکیوں کو نقصان پہنچایا۔ فوری ردِّعمل میں اس وقت کے جمہوریہ کے صدر Mr. A. Kwasniewski مسلمانوں کے رہنماؤں سے ملے اور ان کے ساتھ اپنی یکجہتی کا اظہار کیا۔ حالیہ برسوں میں مسلمان تعلقات و معاملات کے حوالے سے کافی نمایاں ہوئے ہیں، پولینڈ میں رہنے والے مسلمانوں کو ٹی وی اسٹیشن پر وقتاً فوقتاً بلایا جاتا رہا ہے تاکہ وہ دنیا کے مختلف خطوں میں رونما ہونے والی صورتِ حال پر اظہارِ خیال کر سکیں۔

پولینڈ کا معاشرہ جو صدیوں سے مہمان نوازی اور برداشت کی وجہ سے جانا جاتا ہے، آج کل اسے ایک نیا چیلنج درپیش ہے۔ یہ مسئلہ امیگریشن یا پناہ گزینی کا مسئلہ ہے۔ یہ پناہ گزین زیادہ تر ویت نام اور سابقہ سوویت یونین سے آئے ہوئے لوگوں پر مشتمل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آئندہ آنے والے سالوں میں پناہ گزینوں اور ان سے آنے والے ممالک کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اس رجحان کے باوجود پولینڈ میں کسی خاتون کا باپردہ نظر آنا بہت ہی کم ہوتا ہے حتیٰ کہ پولینڈ کے بڑے شہروں میں بھی۔ اس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہے کہ پولینڈ کے معاشرے کا مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے کیونکہ آبادی کی ایک غالب اکثریت بمشکل ہی ان سے ملتی ہے۔ مسلمانوں کے خیالات اور ان کے تاثرات جانچنے کا ایک بڑا ذریعہ Planetislam نامی ویب سائٹ ہے۔ یہ پولینڈ میں رہنے والے مسلمانوں کی انگریزی زبان میں ویب سائٹ ہے، جو روزمرہ زندگی کے بعض پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔[۱۲]

نومبر ۲۰۰۶ء میں، MRA کی امام کونسل کے صدر نے پولینڈ کے چیف ویٹرنری آفیسر (مذبح خانے کے افسر) سے ایک معاہدہ کیا۔ یہ ذبح کی شرائط اور حلال پیداوار کے حوالے سے تھا۔ اس معاہدے کے مطابق صرف امام کونسل کے صدر کی اجازت کے بعد ہی حلال ذبح کی اجازت ہوگی اور یہ صرف انہی جگہوں پر کیا جا سکے گا جس کی اجازت چیف ویٹرنری افسر کی لسٹ میں ہوگی۔ اس کے

علاوہ ذبح اور پیداوار کی تمام سرگرمیاں غیر قانونی تصور ہوں گی۔ ویٹرنری افسر اس معاہدے کی خلاف ورزی کے بارے میں امام کونسل کو آگاہ کرے گا۔ اس معاہدے پر عمل درآمد کا آغاز یکم دسمبر ۲۰۰۶ء سے ہوا۔ گر ما ۲۰۱۳ء میں عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنا، بہت ہی اہم موضوع بن گیا۔ اس پر کئی جگہ بحث اس وقت شروع ہوئی جب پولینڈ کی پارلیمنٹ نے جانوروں کے تحفظ کے حوالے سے قانون میں تبدیلی کی۔ اس میں خاص طور مذہبی قربانی کی ممانعت کی گئی۔ یہودیوں کی مذہبی تنظیم کی ایسوسی ایشن اس قانون کو آئینی عدالت (کیس K۵۲/۱۳) میں لے کر آئی، جس نے ۱۰ دسمبر ۲۰۱۴ء کو اپنے فیصلہ میں کہا کہ یہ قانون پولینڈ کے دستور (آرٹیکل ۵۳) کے مطابق نہیں ہے جب کہ اسے انسانی حقوق کے یورپین کنونشن کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے (آرٹیکل ۹)۔ اس فیصلے کے خاص خاص حصوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا اور یہ اب آئینی عدالت کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔[۱۳]

جہاں تک پولینڈ میں بسنے والے مسلمانوں کے معیارِ زندگی کا تعلق ہے، عموماً ان کا معیار باقی معاشرے جیسا ہی ہے، ان میں سے ایک بڑی تعداد ڈاکٹر یا کاروباری حضرات پر مشتمل ہے۔

اعداد و شمار

جہاں تک مسلمانوں یا دیگر مذہبی گروہوں کے اعداد و شمار کا تعلق ہے، یہ محض اندازوں یا مذہبی گروہوں کی جانب سے خود فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر ہے کیونکہ کسی شخص کی مذہبی وابستگی کا سوال کسی سرکاری کاغذات میں نہیں حتیٰ کہ مردم شماری میں بھی اس حوالے سے کوئی سوال نہیں کیا جاتا۔

حالیہ قومی مردم شماری ۲۰۱۱ء میں ہوئی۔ اس میں مذہبی وابستگی کا سوال شامل کیا گیا لیکن اس ''اضافی سوالنامے'' میں، جس میں تقریباً ۲۰ فیصد آبادی کو مخاطب کیا گیا تھا، کسی بھی شخص کے لیے یہ ممکن تھا کہ وہ پہلے سے مرتب شدہ چرچوں یا مذہبی گروہوں کی فہرست میں سے کسی کا انتخاب کر لے یا کسی اور چرچ یا مذہبی گروہ کا نام لکھ دے۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے پولینڈ میں چند ایک مساجد یا مراکز برائے نماز ہیں جو

Kruszyniany اور Warsaw، Gdansk، Bialystok میں واقع ہیں۔ Kruszyniany اور Bohoniki چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں جن کی آبادی ۲۰۰ نفوس پر مشتمل ہے، اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہاں پر مسجد کی قدیم عمارت موجود ہے جو وہاں بسنے والے مسلمانوں کی مختصر سی تعداد کے لیے عبادت گاہ کا کام دیتی ہے۔ دیگر شہروں میں مسلمان چاہے وہ وہاں کے رہائشی ہوں یا باہر سے آنے والے طالب علم، نجی احاطوں میں نماز ادا کرتے ہیں۔ MRA نے مسلمانوں کے گیارہ مراکز کی فہرست مرتب کی ہے جن میں مساجد کے اماموں اور مراکز قیادت کے نام بھی دیے گئے ہیں۔[۱۴]

حاصل بحث

پولینڈ کی موجودہ صورتِ حال سے چرچ اور دوسرے مذہبی گروہ بظاہر مطمئن ہی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ایک اہم سوال 'چرچ فنڈ' کے مستقبل سے متعلق حل طلب ہے۔ ۱۹۹۰ء کے بعد چرچ اپنی جائیداد کا بڑا معاوضہ وصول کر چکی جو ۱۹۴۵ء میں ہتھیا لی گئی تھی (اصل جائیداد کی واپسی یا معاوضے کی صورت میں)، اس بناء پر چرچ فنڈ کا وجود تقریباً بند ہے۔ حکومت اور کیتھولک بشپ کا کہنا تھا کہ قابل ادائیگی ٹیکس کی شرح اس مسئلے کو حل کر سکتی ہے یہ اس کی نسبت بہتر ہے کہ ریاست کے بجٹ میں سے ایک طے شدہ حصہ وصول کیا جائے۔ اب بھی معاملہ یہ ہے کہ چرچ اور مذہبی گروہ ٹیکس دہندگان کی رقم میں سے ۰٫۵ فیصد حصہ وصول کرتے ہیں۔ اس تجویز پر شدید اعتراضات ہیں خاص طور پر چھوٹے چرچ اور مذہبی گروہوں کی جانب سے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے سے ان کے ممبران پر جو چھوٹے قصبوں میں رہنے والے عمر رسیدہ لوگ ہیں، بے جا دباؤ پڑے گا۔ چنانچہ اس قانون میں یہ دفعہ شامل کی گئی کہ چرچ یا مذہبی گروہ کی آمدن اتنی ہو کہ اس پر کم از کم ۰٫۵ فیصد ٹیکس لاگو ہو سکے اور اگر آمدن اتنی نہ ہو تو اس فرق کو ریاست خود پورا کرے گی۔ تاہم اس معاملے میں چرچ اور پولینڈ کی حکومت کے درمیان معاملات جمود کا شکار رہیں۔ ۲۰۱۵ء پارلیمانی انتخابات کا سال ہے۔ اس میں بھی نہیں لگتا کہ یہ معاملہ حل ہو پائے گا۔ دلچسپی کی بات یہ ہے کہ دائیں بازو کے سیاستدانوں کی نسبت بشپ اس معاملے

میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ سیاستدانوں کا خیال ہے کہ چرچ فنڈ کا روکنا کیتھولک چرچ پر حملے کا مترادف ہے۔

ایک اور قابل بحث موضوع چرچ کی وہ درخواست ہے جس میں ریاست کے ساتھ تعلقات کے نئے قوانین کو اپنانے سے متعلق بات کی گئی ہے۔ نئے قوانین چرچ اور مذہبی گروہوں کی رضامندی سے بنائے جانے چاہئیں نہ کہ محض پارلیمنٹ کی مرضی کے تابع ہوں، جیسا کہ اب تک ہوتا رہا ہے۔ یہ نئے حقوق طلب کرنے کے لیے موجودہ صورتِ حال سے پنجہ آزمائی نہیں ہے بلکہ آئین کے آرٹیکل ۲۵ کی شق کو رسمی طور پر پورا کرنے کی خواہش ہے۔ نئے آئین کو بنے ۱۸ سال گزرنے کے باوجود، ان میں سے کسی بھی معاہدے کو نئے قانون کے طور پر اپنایا نہیں گیا ہے حالانکہ آرتھوڈوکس چرچ نے ۶ اپریل ۲۰۱۱ء کو ایک معاہدے پر دستخط کیے تھے جسے نئے قوانین کی بنیاد بننا تھا۔

ترجمہ: منزّہ صدیقی

......حواشی......

1. Translation: Chancellery of the Sejm, Warszawa 1999.

2. J. Boc, Konstytucje Rzeczpospolitej, Wroclaw 1998.

3. The Committee consisted of 46 deputies of the Lower House - Sejm and 10 members of the Upper House: Senate.

4. Translation by the Chancellery of Sejm, Warszawa 1999.

5. More about inspections in schools below.

6. Stanistawski, Finansowanie instytucji wyznaniowych ze irodkow publicznych w Polsce, Lublin 2011.

7. Statute from 20 November 1998, Dz. U. 1998, No. 144, item 930.

8. Jan Pawet II: Europa drogq Kosciota, Wroclaw 2004 (A collection of speeches of John Paul II relating to the European Integration).

9. Extensively: J. Krukowski, "Religion in Public Education - Poland," in G. Robbers (ed.). Religion in Public Education, Trier 2011, p. 383, and online http://ubt.opus.hbz-nrw.de/volltexte/2011/ 722/

10. Dz. U. 2005, No. 17, item 141.

11. Dz. u. 2005, No. 17, item 141. Article 18.

12. http://www.planetaislam.com/poland/report.html, accessed on May 07,2015.

13. http://trybunal.gov.pl/en/news/press-releases/after-the-hearing/ art/7278-uboj-rytualny/2014, pages 134,135. Data for the year 2013.

14. http://www.mzr.pl/pl/info.php?id=16, accessed on May 07, 2015.